بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیان......(۱)

سینوں میں بسا لو تو بنے بات	طاقوں میں سجانے کو یہ قرآن نہیں ہے

اشرف البیان فی معجزات القرآن

(بیان)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ

حضرت مولانا نے عصر حاضر میں قرآن کے اعجاز و کرامت پر سات ایمان افروز واقعات بیان فرمائے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اقتباس

ایک واقعہ سنہ ۱۹۶۵ء کا اخبارات میں شائع ہوا تھا کہ جب ہندو مسلمانوں میں جنگ ہو رہی تھی تو ہندوؤں کی بمباری سے پاکستان کا ایک ٹینک تباہ ہو گیا۔

اگلے دن چند سکھ اسلامی کیمپ میں آئے اور کہا: رات جو ٹینک ہماری بمباری سے تباہ ہوا تھا اس کے آدمی تو سب مر گئے مگر دو قرآن محفوظ رہ گئے وہ ہم لے کر آئے ہیں، اور کہا: یہ واقعی قرآن کا معجزہ ہے کہ ٹینک کی ہر چیز جل گئی مگر قرآن محفوظ رہا۔

قرآن کی کرامت و اعجاز ہر زمانے میں ظاہر ہوتی رہتی ہے مگر نفع اسی کو ہوتا ہے جس کے مقدر میں اسلام ہے۔

پیراگراف از بیان شیخ الاسلام
حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

حج کے شوق نے بے چین کردیا

حضرت حکیم الامت نے فرمایا: بھوپال میں ایک قاری صاحب تھے ان کو حج کا شوق ہوا اور اتنا تقاضا ہوا کہ بے چین ہو گئے جیب میں ایک ہی روپیہ تھا اسی پر ارادہ کرلیا بارہ آنے کا تھیلا سلوایا چار آنے کے بھنے ہوئے چنے تھیلے میں بھر کر پانی کے لیے لوٹا اور گلاس لے کر بھوپال سے بمبئی پیادہ روانہ ہو گئے۔

راستہ میں کسی نے دعوت کردی تو قبول کرلی ورنہ چنے کھا کر پانی پی لیا اس طرح بمبئی پہنچ گئے، جہاز جدہ کے لیے تیار تھا ان کے پاس ٹکٹ کے دام نہ تھے۔

کپتان کے پاس پہنچے اور کہا کہ مجھے حج کا شوق ہے مگر ٹکٹ کا دام نہیں اگر کوئی نوکری جہاز میں مل جائے تو میں مکہ پہنچ جاؤں گا، کپتان ے کہا نوکری تو ہے مگر آپ کے لائق نہیں آپ مقدس آدمی ہیں۔ اور نوکری گندی ہے فرمایا۔

اس کی پرواہ نہیں جیسی بھی نوکری ہو مجھے منظور ہے، اس نے کہا کہ کام مشقت کا ہے آپ سے نہ ہوگا فرمایا: کیسی ہی مشقت ہو میں کرلوں گا۔

کہا اچھا یہ بوری غلہ کی بھری ہوئی ہے آپ اس کو اٹھالیں تو نوکری دے دوں گا۔

دعا پر اللہ کی مدد

قاری صاحب نے دعا کی کہ اے اللہ میاں یہاں تک تو میرا کام تھا آگے

آپ کا کام ہے کہ اس بوری کو مجھ سے اٹھوا دیجیے یہ دُعا کر کے بسم اللہ کر کے بوری کو اٹھایا اور سر سے اوپر لے گئے، کپتان کو حیرت ہوگئی خوش ہو کر کمر تھپکی اور کہا کام یہ کہ روزانہ نل سے سمندر کا پانی عرشہ (بحری جہاز کی چھت) پر بہا دیا جائے اور پاخانوں میں بھی پانی بہا دیا جائے۔ قاری صاحب نے کام منظور کیا اور لنگی باندھ کر روزانہ یہ کام کرتے اور نماز کے وقت غسل کر کے دوسرے کپڑے پہن لیتے، رات کو تہجد میں قراءت سے قرآن پڑھتے خوش الحان تھے ایک رات کپتان عرشے پر دیکھ بھال کے لیے آیا تو قاری صاحب کو نماز میں قرآن پڑھتے ہوئے سنا تو کھڑا ہو کر سننے لگا اس کے دل پر بہت اثر ہوا۔ نماز کے بعد قاری صاحب سے پوچھا کہ آپ یہ کیا پڑھ رہے تھے فرمایا: یہ قرآن ہے اللہ کا کلام ہے، کہا ہم کو بھی پڑھاؤ۔

فرمایا: اس کے لیے شرط یہ ہے کہ آپ غسل کر کے پاک کپڑے پہن کر آئیں کپتان غسل کر کے پاک کپڑے پہن کر آیا، قاری صاحب نے اسے کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھا پھر قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھائی کپتان بہت خوش ہوا اور چلتے پھرتے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتا تھا۔

دوسرے انگریزوں نے اس سے کہا کہ تم مسلمان ہو گئے ہو۔ کپتان قاری صاحب کے پاس آیا اور پوچھا کیا میں مسلمان ہو گیا ہوں؟ فرمایا تم تو کئی دن پہلے مسلمان ہو گئے ہو۔

کپتان قاری صاحب کا گرویدہ ہو گیا

کپتان یہ سن کر پہلے تو چونکا پھر کہا اچھا ہم مسلمان ہو گئے ہیں تو مسلمان ہی رہیں گے، اس کے بعد اپنی بیوی سے کہا ہم مسلمان ہو گئے ہیں اگر تم مسلمان ہونا چاہو تو ہمارے ساتھ رہو ورنہ الگ ہو جاؤ، اس نے انکار کیا تو اس کو الگ کر دیا۔

جب جہاز جدہ پہنچا اور قاری صاحب جہاز سے اترنے لگے تو کپتان نے بھی استعفی لکھ کر اپنے نائب کو دیا کہ اب تم میری جگہ کام کرو اور حکومت کو میرا استعفی بھیج دو میں بھی مکہ جارہا ہوں حج کروں گا، پھر وہ قاری صاحب کے ساتھ ہو گیا اور مکہ پہنچ کر قاری صاحب کے ساتھ حج ادا کیا، اللہ تعالی نے قدم قدم پر قاری صاحب کی مدد کی اور یہ کپتان بھی ان کے ساتھ آرام سے کھاتا پیتا رہا پھر دونوں مدینہ منورہ پہنچے۔

فلم کمپنی کے مالک پر قرآن کا اثر

دوسرا واقعہ حضرت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ نے کسی اخبار کے حوالے سے بیان فرمایا تھا کہ امریکہ میں ایک فلم کمپنی کے مالک کو نماز کی فلم لینے کا شوق ہوا تو اس نے چند عرب والوں سے جو امریکہ میں تھے اپنا خیال ظاہر کیا اور کہا کہ آپ لوگوں میں جو خوش الحان مؤذن ہو اور خوش الحان قاری ہو اس کو لائیے اور دس پندرہ مقتدی بھی ساتھ ہوں میں نماز کی فلم لوں گا۔

چنانچہ عشاء کے وقت یہ سب فلم کمپنی میں آئے مؤذن نے اذان دی تو کمپنی کے مالک پر اس کا بڑا اثر ہوا پھر نماز شروع ہوئی، قاری کی قراءت سن کر زار زار رونے لگا۔ نماز ختم ہوئی تو فلم کمپنی کے مالک نے امام صاحب سے کہا مجھے مسلمان کرلو۔

انھوں نے غسل کرا کر اسے کلمہ پڑھایا اور مسلمان کرلیا اس نے کہا آپ ایک دو گھنٹہ روزانہ مجھے قرآن اور تعلیمات اسلام کا سبق دے دیا کیجیے میں آپ کی خدمت کروں گا۔

امام نے کہا اس کی ضرورت نہیں یہ تو میرا اسلامی فرض ہے کہ آپ اپنا فرض

ادا کریں میں اپنا فرض ادا کروں گا۔

اس کے بعد فلم کمپنی بند کردی یا فروخت کردی اور اپنے گھر میں گوشہ نشین ہو گیا۔

تم کو اسلام سے کیا ملا

دوستوں نے ٹیلی فون پر اس سے پوچھا کہ تم کو اسلام سے کیا ملا؟ بظاہر تو نقصان ہوا کہ اتنا بڑا کاروبار چھوڑ دیا جس سے لاکھوں کی آمدنی تھی، اس نے جواب دیا کہ مجھے اسلام سے سکون قلب اور راحت قلب حاصل ہوئی ہے جو کسی چیز سے حاصل نہیں ہوئی تھی۔

میں نے پہلے کپڑے کی دکان کی جس میں بہت فائدہ ہوا مگر سکون قلب حاصل نہ ہوا پھر سائیکلوں موٹروں کا کاروبار کیا اس میں بھی بہت آمدنی ہوئی مگر سکون قلب نصیب نہ ہوا پھر فلم کمپنی کھولی اس سے بھی بہت آمدنی ہوئی مگر سکون قلب نصیب نہ ہوا۔

اسلام قبول کر کے کلمہ پڑھا تو دل کو سکون واطمینان اور ٹھنڈک حاصل ہوئی اب مجھے کسی کاروباری کی ضرورت نہیں میرے پاس اتنی دولت ہے کہ میری اولاد سات پشتوں تک آرام کرسکتی ہے اب جو دولت مجھے اسلام سے حاصل ہوئی ہے میں اس میں ترقی کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت حکیم الامت نے یہ واقعہ بیان کر کے فرمایا کہ واللہ کفار کے قلوب کو سکون واطمینان نصیب نہیں گو ظاہر میں سامان راحت ہزار ہوں۔ یہ دولت صرف اسلام ہی سے حاصل ہوتی ہے۔

ان نمازوں کی کیفیت وحلاوت نہ پوچھو

ارشاد کی وضاحت میں یہ واقعہ سنایا کہ ہمارے قصبہ میں حاجی عبدالرحیم نومسلم

موجود ہیں وہ کہتے تھے کہ جب ہم نے ۱۷۔۱۸ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا تو ہندوؤں سے چھپ کر نماز ین پڑھتے تھے ابھی ہم نے پنا اسلام ظاہر نہیں کیا تھا صرف استاد کو علم تھا جن سے ہم ارود فارسی پڑھتے تھے۔ انہی کے ہاتھ پر اسلام لائے تھے۔

وہ کہتے تھے کہ ان نمازوں کی کیفیت اور حلاوت کو نہ پوچھو جو ہم چھپ کر پڑھتے تھے۔

پھر فرمایا ایک دفعہ سہارنپور سے لکھنؤ کا ارادہ کر کے ریل میں سوار ہوا۔ مجھے دیکھ کر منشی حبیب احمد تھانوی بھی میرے ڈبے میں آ گئے جب ریل چھوٹ گئی تو باتیں کرنے لگے میں نے پوچھا آپ کہاں جا رہے ہیں؟ کہا میرٹھ جا رہا ہوں۔ میں نے کہا ممکن ہے کہ آپ میرٹھ پہنچ جائیں لیکن یہ ریل گاڑی تو لکھنؤ جا رہی ہے میرا ٹکٹ لکھنؤ کا ہے یہ سن کر بڑے پریشان ہوئے میں نے کہا اب پریشانی بے کار ہے یہ گاڑی رڑکی سے پہلے نہیں ٹھہرے گی۔ اطمینان سے باتیں کرو۔ جب گاڑی رکے گی اتر جانا اور دوسری ٹرین سے میرٹھ چلے جانا۔

سکون وراحت کا حقیقی سبب

مگر میں نے دیکھا کہ ان کی پریشانی کم نہ ہوئی بڑھتی ہی جاتی تھی۔ اس وقت میں نے سوچا کہ میرا اطمینان وسکون اور ان کی پریشانی کا سبب اس کے سوا کچھ نہیں کہ میں سیدھے راستہ پر تھا اور وہ غلط راستہ پر تھے مسلمان کے دل کو سکون واطمینان اسی واسطے ہوتا ہے کہ وہ جانتا ہے میں سیدھے راستہ پر ہوں کبھی نہ کبھی منزل مقصود (یعنی جنت) پر پہنچ جاؤں گا، کافر کو سیدھے راستہ پر ہونے کا یقین نہیں اس لیے ان کو اطمینان وسکون راحت قلب نہیں گو ظاہر میں کیسا ہی سامان راحت جمع کر لیں۔

قرآن کے ساتھ شغف اور تعلق

ایک اور واقعہ بعض دوستوں نے بیان کیا اور کہا یہ اخبارات میں بھی شائع ہو گیا ہے کہ ایک دفعہ اے، کے فضل الحق مرحوم (جو کسی زمانہ میں مسلم لیگ کی وزارت بنگال کلکتہ میں وزیر اعظم تھے) دہلی سے کلکتہ جانے کے لیے فرسٹ کلاس میں سوار ہوئے اور ملازم سے پوچھا ہمارا قرآن شریف بھی آ گیا ہے۔ ملازم نے کہا ابھی پورا سامان ڈبے میں نہیں آیا قرآن جس بکس میں ہے وہ بھی نہیں آیا ابھی لاتا ہوں، یہ سن کر وہ فوراً ڈبے سے یہ کہہ کر اتر گئے کہ تم کو ہم نے بار بار کہا ہے کہ قرآن کریم سب سے پہلے آنا چاہئے۔ سامان اتار لو ہم اس گاڑی سے نہ جائیں گے دوسری گاڑی سے جائیں گے چنانچہ سامان اتار لیا گیا۔

قرآن نے بم دھماکے سے بچالیا

بعض ہندو جو اس ڈبے میں سوار تھے اے، کے فضل الحق کی اس بات پر ہنسنے لگے کہ عجب مذہبی دیوانہ ہے کہ قرآن پہلے نہ آیا تو گاڑی ہی چھوڑ دی، جب یہ گاڑی کلکتہ کے قریب پہنچی تو فرسٹ کلاسکے اس ڈبے کے نیچے سے بم پھٹا اور ڈبے کے پرخچے اڑ گئے جتنے سوار تھے اکثر ہلاک ہو گئے بعض زخمی ہو گئے معلوم ہوا کہ بعض ہندوؤں نے جو اے کے فضل الحق کے دشمن تھے یہ سن کر کہ فضل الحق اس گاڑی سے آ رہے ہیں فرسٹ کلاس کے ڈبے کے نیچے بم رکھ دیا تھا وہ تو قرآن کی برکت سے بچ گئے کہ اس گاڑی کو چھوڑ چکے تھے دوسروں کی شامت آ گئی دوسری گاڑی سے جب اے۔ کے فضل الحق کلکتہ پہنچے انہیں اس واقعہ کا علم ہوا تو تقریر میں فرمایا ہندو مجھے مار ڈالنا چاہتے ہیں وہ یاد رکھیں کہ میرے پاس قرآن ہر وقت رہتا ہے میرا کوئی کچھ

نہیں بگاڑ سکتا جو ہندو اس ڈبے میں سوار تھے اور زخمی ہو گئے تھے انہوں نے اخبار میں یہ واقعہ لکھ کر کہا کہ جب فضل الحق اس ڈبے سے اترے تھے تو ہم ہنس رہے تھے مگر اب معلوم ہوا کہ ان کا اتر جانا اچھا ہوا قرآن نے ان کو بچا لیا۔

بغیر پڑھے پڑھائے پیدائشی حفظ قرآن

ایک واقعہ میرا خود دیکھا ہوا ہے جس زمانہ میں میرا قیام مدرسہ راندیر یہ رنگون میں تھا تو ہندوستان سے ایک شخص رنگون آیا اس کے ساتھ اس کی لڑکی بھی تھی جس کی عمر چار سال سے زیادہ نہیں تھی اس نے کہا یہ لڑکی حافظ قرآن ہے اور بغیر پڑھے پڑھائے پیدائشی حافظہ ہے آپ جہاں سے چاہیں ایک آیت اس کے سامنے پڑھ دیں یہ اس سے آگے دس بارہ آیتیں پڑھ دے گی۔

چنانچہ رنگون میں بہت مقامات پر اس کا امتحان لیا گیا جیسا کہا تھا ویسا ہی دیکھا گیا رنگون کے لوگوں نے اس لڑکی کو بہت انعام دیا اس کے باپ کی آمدنی اسی لڑکی کے اس کمال ہی سے تھی۔

میں نے اس سے کہا کہ آمدنی کا ذریعہ نہ بناؤ مجھے اندیشہ ہے کہ اس طرح یہ لڑکی زیادہ نہ جیئے گی چنانچہ میرا خیال صحیح نکلا اگلے سال میں نے سن لیا کہ اس بچی کا انتقال ہو گیا ہے۔

مجھے بیوی نے مسلمان بنایا ہے

ایک واقعہ مجھ سے ایک نومسلم نے اس وقت بیان کیا جب میں موضع گڑی پختہ ضلع مظفر نگر میں مدرسہ امداد العلوم کا مدرس اول تھا اس موضع کے رئیس سرکار کی طرف سے مجسٹریٹ بھی تھے ان کے یہاں دیہات کے مقدمات آیا کرتے تھے یہ نومسلم

بھی ایک مقدمہ کے سلسلہ میں وہاں آیا تھا کیوں کہ خاں صاحب کی عدالت میں اس نے مقدمہ دائر کیا تھا میرے پاس سفارش کے لیے آیا کہ خاں صاحب سے سفارش کردو اس کو کسی نے کہہ دیا تھا کہ خاں صاحب میری بات کو رد نہیں کرتے میں نے اس سے دریافت کیا کہ تم نے اسلام کیوں قبول کیا؟ کہنے لگا مجھے میری بیوی نے مسلمان کیا ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ شادی کے بعد مجھے بخار ہوگیا اور اس نے اتنا طول پکڑا کہ مجھے دق ہوگئی میرا بڑا بھائی ڈکٹر تھا اور اچھا ڈاکٹر تھا محنت وشفقت سے علاج کررہا تھا مگر میری حالت بگڑتی گئی یہاں تک کہ ایک دن اس نے میرے منہ پر کہہ دیا کہ اب علاج بے کار ہے اور تمہاری حالت خطرہ کی حد تک پہنچ گئی ہے اب جو چاہو کھاؤ پیؤ دوا یا پرہیز کی کچھ ضرورت نہیں وہ تو یہ کہہ کر چلا گیا۔

عورت کا قرآن پر ایمان ویقین

اب بیوی میرے پاس آئی اور پوچھا کیا حال ہے؟ میں نے روکر کہا حال کیا ہوتا؟ بھائی صاحب کہہ گئے ہیں کہ میرے بچنے کی امید نہیں اب دواء پرہیز کی کچھ ضرورت نہیں بیوی نے کہا اگر میں تم کو اچھا کردو تو جو میں کہوں گی اس پر عمل کرو گے؟ میں نے کہا جان سے زیادہ پیاری کوئی چیز نہیں اگر تو نے مجھے اچھا کردیا تو جو کہے گی وہی کروں گا اس نے کہا اب تم بے فکر رہو میں تم کو اچھا کردوں گی۔

یہ کہہ کر اس نے میرے پلنگ کے پاس کرسی ڈالی اور کچھ پڑھنا اور مجھ پر دم کرنا شروع کردیا پانی پر بھی دم کرکے مجھے پلاتی اس لڑکی کا باپ آریہ تھا اس نے اس کو وید بھی پڑھایا تھا اور کچھ انگریزی بھی، میں نے سمجھا کہ شاید یہ وید کا کوئی منتر پڑھتی ہے ایک ہفتہ کے بعد میں اس قابل ہوگیا کہ اپنے گھر میں بے تکلف پھرنے لگا حالانکہ اب تک میں کروٹ بھی خود نہیں لے سکتا تھا۔ دوسرے ہفتہ گھر سے باہر بھی

آنے لگا، تیسرے ہفتہ دکان پر بھی جانے لگا۔ چوتھے ہفتے میں بالکل تندرست تھا رنگ وروپ بھی تندرستوں جیسا ہوگیا کھانا پینا بھی حسب معمول ہوگیا۔

بیوی کے ایمان لانے کا واقعہ

جب ایک مہینہ گزر گیا بیوی نے کہا اپنا وعدہ یاد ہے؟ میں نے کہا ہاں یاد ہے اب تو جو کہے گی ویسا ہی کروں گا بیوی نے کہا میں مسلمان ہوں، تم بھی مسلمان ہوجاؤ میں نے کہا تو مسلمان کیسے ہوگئی؟ تیرا باپ تو بڑا اپکا آریہ تھا اور مسلمانوں کا دشمن ہے کہنے لگی ہمارے پڑوس میں ایک ملاجی تھے جو مسلمانوں کی مسجد کے امام تھے اور بچوں کو بھی قرآن اور دینی کتابیں پڑھاتے تھے گھر میں ملانی جی لڑکیوں کو پڑھاتی تھیں پڑوس کی وجہ سے میں اکثر ان کے یہاں جاتی تھی اور مذہبی بحث کرتی تھی۔

ایک دن ملانی نے کہا بیٹی! تم نے وید تو پڑھا ہے میں نے کہا ہاں خوب پڑھا ہے ملانی نے کہا اب میری رائے ہے کہ تم مجھ سے قرآن کا ترجمہ بھی پڑھ لو قرآن جب پورا کرلوگی پھر بحث کرنا۔ میں نے ترجمہ قرآن پڑھنا شروع کردیا ملانی پہلے مجھے وضو کراتیں پھر ترجمہ پڑھاتیں، ایک پارہ کا ترجمہ پڑھ کر میں نے کہا یوں مزہ نہیں آتا مجھے قرآن بھی پڑھاؤ اور ترجمہ بھی، ملانی نے کہا بہت اچھا اُردو پڑھنے والوں کو قرآن پڑھنا مشکل نہیں اب میں نے قرآن مع ترجمہ کے پڑھنا شروع کردیا اور سال بھر میں ختم کرلیا۔

جب قرآن پورا ہوگیا تو ملانی نے پوچھا ہاں بیٹی! اب کہو اسلام پر تم کو کیا اعتراض ہے؟ مجھے رونا آگیا میں نے کہا ملانی جی! سچی بات تو یہ ہے کہ قرآن کے برابر تو کیا اس کے پاسنگ بھی کوئی کتاب نہیں۔ وید کی اس کے سامنے کوئی حقیقت نہیں۔ اب تم مجھے مسلمان کرلو۔ ملانی نے مجھے غسل کرایا، پاک کپڑے دیئے اور نماز

پڑھائی اور کہا بیٹی! ابھی اسلام کو مخفی رکھو۔ موقعہ پر ظاہر کرنا جب خطرہ نہ رہے اور میرے گھر آ کر نمازیں پڑھتی رہو۔

قرآن میرے ڈولے میں رکھ دینا

چنانچہ سال بھر تک میں اسی طرح مخفی مسلمان رہی جب تم سے شادی ہوئی تو میں نے ملانی سے کہا میرا قرآن میرے ڈولے میں رکھ دینا۔ ملانی نے میری ماں سے کہا کہ اس لڑکی کا ہمارے یہاں آنا جانا تھا ہم اس کو اپنی اولاد کی طرح سمجھتے تھے میں چاہتی ہوں رخصتی کے وقت دو چار جوڑے میں بھی اس کو دے دوں، میری ماں نے کہا یہ آپ کی محبت ہے مجھے اس سے انکار نہیں چنانچہ ملانی نے رخصتی کے وقت دو چار جوڑے میرے واسطے بنائے اور ان کے بیچ میں قرآن شریف رکھ دیا، اور کہا میں نے اس قرآن کی سورۂ اَلَمْ نَشْرَحْ پڑھ کر تم کو جھاڑا ہے۔ اسی کو پانی پر دم کر کے پلایا ہے میں نے کہا اگر میں قرآن تو مجھے اسلام لانے میں کوئی عذر نہیں۔ بیوی نے مجھے غسل کرایا پاک کپڑے پہنائے اور کلمہ طیبہ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھا کر مجھے مسلمان کیا اور نماز بھی سکھلائی۔

اسلام کے اظہار پر قومی حالات

میں نے کہا ابھی اس بات کو مخفی رکھو موقعہ پر اعلان کریں گے۔ اس وقت تک میں اپنے باپ کی دکان پر کام کرتا تھا اور وہ مجھے معقول تنخواہ دیتا تھا میں نے روپیہ پیسہ جمع کر کے اپنی دکان علیحدہ کھول لی باپ نے بھی اس میں میری امداد کی جب میری دکان خوب چل گئی تو میں نے اپنے اسلام کا اور بیوی کے اسلام کا اعلان کر دیا۔ اس پر میرے باپ کو اور بیوی کے باپ کو بڑا غصہ آیا میرے باپ نے اپنی جائداد

سے مجھے محروم کر دیا۔ مگر میری ماں نے اپنی جائداد میرے نام کر دی ہندوؤں نے یہ کوشش کی کہ میری ماں کی جائداد مجھے نہ ملے۔ اس کا مقدمہ آپ کے خاں صاحب کی عدالت میں میں نے دائر کیا ہے آپ سفارش کر دیں۔ چنانچہ میں نے سفارش کر دی اور خاں صاحب نے اس کے حق میں فیصلہ کر دیا۔

اسلام پر پہلا اعتراض اور اس کا جواب

نومسلم نے کہا: میری بیوی کے باپ نے اپنے بیٹے کو میری بیوی کے پاس بھیجا کہ اس کو سمجھاؤ وہ وید بھی پڑھا ہوا تھا اور انگریزی بھی۔ وہ ہمارے گھر آیا اور اپنی بہن کو سمجھانے لگا کہ اسلام میں کیا خوبی ہے؟ مسلمان تو گؤ ہتیا کرتے ہیں۔ میری بیوی نے کہا بھائی صاحب! آپ تو وید پڑھے ہوئے ہیں کیا اس میں آپ نے نہیں پڑھا کہ ایک راجہ کے زمانہ میں بڑی وبا پھیلی تو پنڈتوں نے کہا سو گائیں ذبح کر کے جنگل میں ڈال دو کہ درندے پرندے ان کا گوشت کھائیں تو وبا دور ہو جائے گی راجہ نے ایسا ہی کیا تو وبا دور ہو گئی تو جس گؤ کا گوشت درندوں پرندوں کے کھانے سے وبا دور ہوتی ہے اگر انسان کھائے تو کیا ہوگا، اس پر وہ لاجواب ہوا۔

اسلام پر دوسرا اعتراض اور اس کا جواب

تو دوسرا سوال کیا کہ مسلمان کے یہاں یہ بھی مسئلہ ہے کہ کنویں میں چوہا مرجائے تو بیس تیس ڈول نکال دو مرغی مرجائے تو چالیس پچاس ڈول نکال دو، بلی مرجائے تو ستر اسی ڈول نکال دو، یہ تو عقل کے خلاف ہے اگر کنواں ان چیزوں کے مرنے سے ناپاک ہو جاتا ہے تو بیس تیس پچاس ڈول نکالنے سے کیا ہوگا؟ سارا پانی نکالنا چاہیے۔

بیوی نے کہا کے آپ تو ڈاکٹر ہیں کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جس آدمی کا خون خراب ہو جاتا ہے تو ڈاکٹر حکیم فصد کے ذریعے سے تھوڑا سا خون نکال لیتے ہیں جس سے سارا خون اچھا ہو جاتا ہے سارا خون کوئی نہیں نکالتا اسی طرح بعض جانوروں کے مرنے سے پانی خراب ہوتا ہے مگر سارا پانی نکالنے کی ضرورت نہیں ہوتی تھوڑا سا پانی نکالنا سارے پانی کو اچھا کر دیتا ہے۔ اس پر بھی وہ لاجواب ہوا۔

وید میں بھی کلمہ طیبہ کا ذکر موجود ہے

تو میری بیوی نے کہا آپ نے وید میں پڑھا ہوگا کہ جنت کے دروازہ پر ایک کلمہ لکھا ہوا ہے جب تک آدمی وہ کلمہ نہ پڑھے جنت میں نہیں جا سکتا۔ پنڈت ہر ایک کو نہیں بتلاتے کہ وہ کلمہ کیا ہے؟ مگر میرے استاد نے مجھے بتلایا ہے کہ وہ کلمہ وہی ہے جس کو ''ان کہنی'' کہا جاتا ہے۔ جب کسی ہندو کی جان کئی دن تک نہیں نکلتی تو اس سے کہا جاتا ہے ''ان کہنی'' کہہ دے وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہتا ہے تو جان آسانی سے نکل جاتی ہے۔ اس پر میری بیوی کا بھائی خاموش ہو کر چلا گیا اور باپ سے کہہ دیا کہ اس کے ہندو بننے کی کوئی امید نہیں۔ وہ خوب سمجھ بوجھ کر مسلمان ہوئی ہے۔

ہندو بنیا جنت میں گشت کر رہا ہے

اس پر مجھے حضرت مولانا قاسم صاحب قدس سرہ بانی دارالعلوم دیوبند کی بات یاد آ گئی جو حضرت حکیم الامت سے سنی تھی کہ مولانا کے پڑوس میں ایک ہندو بنیا رہتا تھا اس کی دکان سے مولانا کے یہاں سودا بھی آتا تھا اس کا انتقال ہو گیا تو مولانا نے اسے خواب میں دیکھا کہ جنت میں گشت کر رہا ہے مولانا نے پوچھا لالہ

جی! تم یہاں کیسے پہنچ گئے؟ تم تو ہندو تھے ساری عمر بت پوجا کرتے، سود بٹہ لیا کرتے تھے۔ جنت تو مسلمان کے لیے ہے۔ کہا مولوی جی! آپ کی صحبت سے مجھے اسلام سے محبت ہوگئی جب میں مرنے لگا تو لوگوں نے کہا ان کہنی کہہ لے جان آسانی سے نکل جائے گی۔ اب تک فرشتے میرے سامنے نہیں آئے تھے میں نے دل سے کلمہ پڑھ لیا وہ قبول ہوگیا اور میں جنت میں پہنچ گیا۔

قاری لالہ صاحب کی دو کرامتیں

ایک واقعہ میں نے پانی پت میں ثقات سے سنا ہے کہ وہاں ایک قاری صاحب تھے جن کو قاری ''لالا'' کہتے تھے (غالباً اصلی نام لعل محمد ہوگا) ان کی یہ کرامت مشہور تھی کہ جب وہ رمضان میں تراویح کی نماز پڑھاتے تو ان کا قرآن سن کر کسی کی مجال نہ تھی کہ آگے قدم بڑھائے سننے کے لیے کھڑا ہوجاتا خواہ مسلمان ہوتا یا ہندو جب تک وہ رکوع میں نہ جاتے سڑک والے قرآن سنتے رہتے جب رکوع کرتے اس وقت لوگ اپنے کام کو جاتے۔

ان کی دوسری کرامت یہ بھی سنی کہ وہ ایک بار سفر میں چلے جارہے تھے چند شاگرد بھی ساتھ تھے ایک جگہ مغرب کا وقت ہوگیا۔ وضو کے لیے پانی کی فکر ہوئی۔ وہاں ایک کنویں پر رہٹ لگا ہوا تھا قاری لالا نے قرآن شریف پڑھنا شروع کیا تھوڑی دیر میں رہٹ خوبخود چلنے لگا سب نے وضو کیا نماز پڑھی پانی پیا پھر آگے چل دیئے اور رہٹ برابر چلتا رہا۔

شاہ قسطنطنیہ کو قاری صاحب نے تراویح میں قرآن سنایا

جب غدر سنہ ۱۸۵۷ء میں انگریزوں نے پانی پت والوں کی معافی ضبط کرلی تو

قاری لالا صاحب قسطنطنیہ چلے گئے ماہ شعبان کا اخیر تھا سلطان عبدالمجید خاں رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ الاسلام سے فرمایا کہ جامع مسجد تک جانے کی میری ہمت نہیں شاید بڑھاپے کی وجہ سے ضعف زیادہ ہوگیا تھا) کسی قاری کو تجویز کرو جو شاہی محل میں ہم کو تراویح میں قرآن سنادے شیخ الاسلام نے اعلان کردیا کہ سلطان اپنے محل میں قرآن تراویح میں سننا چاہتے ہیں جو قاری، حافظ اس کے لیے آمادہ ہوا اپنا نام پیش کرے۔

کسی حافظ کی ہمت نہ ہوئی تو قاری لالا صاحب نے شیخ الاسلام سے کہا میں سلطان کو قرآن سناؤں گا میرا نام بھیج دیں شیخ الاسلام نے کہا سلطان خود بھی حافظ ہیں ۔ان کے آگے وہی پڑھ سکتا ہے جو پکا حافظ ہو کہا آپ میرا نام بھیج دیں ۔ میں اس کے لیے تیار ہوں چنانچہ نام بھیج دیا گیا اور سلطان کا حکم صادر ہوا کہ ان قاری صاحب کو ہمارے پاس بھیج دو پہلے ہم ان کا امتحان لیں گے۔ان کو پیش کردیا گیا اور سلطان نے کسی خاص مقام سے جو حفاظ کے یہاں دشوار ہے قرآن پڑھنے کی فرمائش کی قاری ''لالا'' صاحب نے پڑھنا شروع کیا۔ جب کئی رکوع پڑھ گئے ۔سلطان پر بڑا اثر ہوا اور فرمایا بس ہم آپ کا قرآن سنیں گے۔

شاہ قسطنطنیہ کا ملکہ وکٹوریہ کے نام خط

جب تراویح میں قرآن ختم ہوگیا تو سلطان نے شیخ الاسلام سے فرمایا: قاری صاحب کو اتنی اشرفیاں اور خلعت فاخرہ دے دی جائے ۔قاری صاحب نے کہا حضور! میں اس کے واسطے ہندوستان سے نہیں آیا اور قرآن سن کر روپیہ لینا مجھے گوارا بھی نہیں میں تو دوسرے کام سے آیا ہوں، فرمایا وہ کیا ہے؟ کہا انگریزوں نے میری بستی کے مسلمانوں کی معافی ضبط کر لی ہے کیوں کہ وہ بھی غدر میں شریک تھے آپ

بادشاہ ہیں۔ آپ سفارش کردیں کہ پانی پت کے مسلمانوں کی معافی بحال کی جائے سلطان نے کہا میں یہ بھی کردوں گا آپ میرا ہدیہ قبول فرمائیں۔ یہ قرآن کا معاوضہ ملکہ وکٹوریہ کو خط لکھ دیا اور اس کی نقل قاری لالا صاحب کو دے دی تا کہ وائسرائے ہند کو دکھلا دیں اس طرح پانی پت کے مسلمانوں کی معافی ضبط ہونے کے بعد بحال ہوگئی

قرآن کا معجزہ

ایک واقعہ سنہ ۱۹۶۵ء کا اخبارات میں شائع ہوا تھا کہ جب ہندو مسلمانوں میں جنگ ہورہی تھی تو ہندوؤں کی بمباری سے پاکستان کا ایک ٹینک تباہ ہوگیا اگلے دن چند سکھ اسلامی کیمپ میں آئے اور کہا رات جو ٹینک ہماری بمباری سے تباہ ہوا تھا اس کے آدمی تو سب مر گئے دو قرآن محفوظ رہ گئے ہو ہم لے کر آئے ہیں اور کہا: واقعی یہ قرآن کا معجزہ ہے کہ ٹینک کی ہر چیز جل گئی مگر قرآن محفوظ رہا۔

میرا چشم دید واقعہ

ایک واقعہ میرا چشم دید ہے ضلع سہارن پور میں ایک موضع سہارن پور اور گنگوہ کے درمیان ''تیتروں'' نام سے مشہور ہے وہاں ہمارے مولانا خلیل احمد صاحب قدس سرہ کے ایک مرید پٹواری تھے ان کے پاس ایک بھنگی آیا اور کہا کہ میری مرغی نے ایک انڈا دیا ہے اس پر کچھ لکھا ہوا ہے آپ پڑھ کر دیکھیں کیا لکھا ہے، پٹواری صاحب نے جیب سے آنہ آنہ نکال کر بھنگی کو دیا انڈا اس وقت پیسہ دو پیسہ کا تھا بھنگی سے کہا تو اس کا ایک آنہ لے لے اور انڈا مجھے دے دے یہ تیرے کام کا نہیں میرے کام کا ہے اس انڈے کا چھلکا اس طرح ابھرا ہوا تھا کہ عربی خط میں ایک

طرف لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللہ پڑھا جاتا اور دوسری طرف مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ پڑھا جاتا تھا۔ پٹواری نے انڈے کی زردی سفیدی نکال کر اس میں چونا بھر لیا تا کہ محفوظ رہے وہ یہ انڈا لے کر سہارن پور حضرت مولانا خلیل احمد صاحب قدس سرہ کو دکھلانے لائے حضرت نے ہم سب کو دکھلایا۔

قرآن کی کرامت واعجاز ہر زمانے میں ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ مگر نفع اسی کو ہوتا ہے جس کے مقدر میں اسلام ہے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ